

ذوالقرنین اور سدر سکندری

جناب مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی

(۶)

رہا شیخ بدرالدین نور اللہ مرقدہ کا یہ ارشاد کہ چنگیز خانی "تاتاری" یا "جوج" و "ماجوج" نہیں کہلائے جاسکتے تو یہ شیخ کا تسلیح ہے اس لئے کہ "یا جوج" و "ماجوج" کے "تین" کی بحث میں محققین محدثین اور مؤرخین نے جن قبائل اور ان کے موطن کو محقق قرار دیا ہے اور خود شیخ موصوف نے بھی جن کو بڑی حد تک تسلیم فرمایا ہے۔ ان قبائل میں سے ایک شلخ ان تاتاریوں کی بھی ہے جو چنگیز خانی کہلائے اور یہ اپنے دور بربریت و وحشت میں ان ہی جگہوں میں آباد رہے ہیں اور وہیں سے ان کا خروج ہوا ہے جن پر سدر ذوالقرنین قائم کی گئی تھی۔

بہر حال سورہ کہف اور سورہ انبیاء کی زیر بحث آیات کی اس تفسیر کے درمیان جو ہم نے حضرت علامہ انور شاہ نور اللہ مرقدہ اور حافظ حدیث عماد الدین بن کثیرؒ کے حواجات سے بیان کی ہے اور اس حدیث کی پیشین گوئی کے مصداق متعین کرنے والی مسطورہ بالا توجیہات کے درمیان کسی قسم کا بھی تعارض پیدا نہیں ہوا اور زیر بحث آیات و روایات کے مصداق اپنی اپنی جگہ صاف اور واضح ہو جاتے ہیں اور ایسا کرنے میں نہ ریک تاویلات کا سہارا لینے کی ضرورت پیش آتی ہے اور نہ ایک لمحہ کیلئے بھی اس کو تفسیر بالاسرار یا قابل اعتراض جدت کہا جاسکتا ہے۔ بلکہ یہ جو کچھ بھی ہے سلف صالحین اور محدثین و ارباب سیر کے مختلف اقوال میں ترجیح راجح کے اصول کو کارفرما بنا کر ایک ایسی معتدل راہ ہے جو نصوص قرآنی اور صحیح روایات حدیثی کے درمیان تطبیق کی راہ کہلائی جاتی اور سلفاً عن خلیف مقبول و محمود رہی ہے۔

اس ضمن میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی ضروری ہے کہ حدیث مسطورہ بالا میں حلقہ کی مقدار رخنہ

پڑ جانے کا جو تذکرہ ہے اس کے متعلق محدثین کی یہ رائے ہے کہ یا تو یہ استعارہ ہے اور اس سے شر اور فتنے مراد ہیں اور یا حسی رخنہ مراد ہے تو اس صورت میں حلقہ کی مقدار رخنہ کا ذکر تقریبی ہے نہ کہ تجلیدی یعنی یہ مطلب ہے کہ سڈ میں رخنہ پڑنا شروع ہو گیا یہ مراد نہیں ہے کہ واقعی ایک حلقہ کی مقدار ہی رخنہ پڑا ہو چنانچہ گذشتہ صفحات میں ہم ابن کثیرؒ سے اس سلسلہ میں نقول پیش کر چکے ہیں۔

اس سلسلہ میں مولانا ابوالکلام آزادؒ نے ترجمان القرآن میں اور بعض دوسرے علمائے کتب سیرت میں اس امر کی کوشش کی ہے کہ وہ سورہ انبیاء کی اُن آیات کا مصداق جن میں یاجوج و ماجوج کے موعود خروج کا ذکر کیا گیا ہے یعنی ”حتی اذا فطحت یاجوج و ماجوج و هم من کل حدیب یسلون“ ”فمنہ تاتوا کوبنا کرہیں قصہ کو ختم کر دیں اور اس کا امارتِ ساعت و علامتِ قیامت سے کوئی تعلق باقی نہ رہنودیں مگر ہمارے نزدیک قرآن عزیز کا سیاق و سباق ان کی اس تفسیر یا تو جیکہ قطعاً بار بار اور انکار کرتا ہوا دیکھنا اس لئے کہ سورہ انبیاء میں اس واقعہ کو جس ترتیب سے بیان کیا ہے وہ یہ ہے۔

وحرّم علی قریۃ اهلک نہا اھملا اور مقرر ہو چکا ہے ہر ایک ایسی ہستی پر کہ جس کو ہم فی ہلاک
یرجعون حتی اذا فطحت یاجوج و ماجوج کہ دیا ہے کہ (اس کے بنے والے) واپس نہ ہوں گے
و ماجوج و هم من کل حدیب یسلون یہاں تک کہ کھول دیئے جائیں یاجوج و ماجوج اور وہ
واقترب الود الحی فاذا سیھے ہر بندری سے دھڑتے ہوئے امنڈ پڑیں اور قریب آجائے
شاخصۃ ابصار الذین کفر وا سچا وعدہ، پھر اس وقت حیرانی سے کھلی کی کھلی رہ جائیں
یولینا قد کنا فی غفلۃ من هذا آنکھیں منکروں کی (اور کہیں) ہائے ہماری بد بختی کہ ہم
بل کنا ظالمین ہ۔ بے خبر ہے اس (قیامت) سے۔ بلکہ ہم ظلم و شرارت

(الانبیاء) میں سرشار ہے۔

ان آیات میں آیت زیر بحث ”حتی اذا فطحت“ ایہ سے پہلی آیت میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ

مرنے والوں کی موت کے بعد اب ان کے لئے اس دنیا میں دوبارہ زندگی نہیں ہے اور آیت زیر بحث میں یہ کہا گیا کہ موت کے بعد دوبارہ زندگی کا وقت جن علامات و آیات کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے یا جن پر معلق کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ یا جوج و ماجوج کے تمام قبائل اپنی پوری طاقت کے ساتھ بیک وقت اپنے مراکز سے نکل کر تیزی سے تمام دنیا پر چھا جائیں اور اس سے متصل آیت میں مزید یہ کہا گیا کہ پھر اس کے بعد قیامت بپا ہو جائے اور ہر شخص اپنی زندگی کے نیک و بد انجام دیکھنے کیلئے میدانِ حشر میں جمع ہو جائے اور ناکام اپنی ناکامی پر حسرت و یاس کرتے رہ جائیں۔

پس آیت زیر بحث کے سیاق و سباق نے یہ بات بخوبی واضح کر دی کہ اس مقام پر یا جوج و ماجوج کے ایک ایسے خروج کی اطلاع دی گئی ہے جس کے بعد شر و فتن کا کوئی سلسلہ بلکہ دنیا کی ہستی کا کوئی سلسلہ باقی نہیں رہ جائیگا اور صرف قیامت بپا ہوجانے یعنی نفخِ صور کی دیر باقی رجحانگی جو اس واقعہ کی تکمیل کے بعد عمل میں آجائیگا۔

پس آیت کے سیاق و سباق سے قطع نظر کرتے ہوئے اور حدیث ”وَبِلِّیِّ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرْقِ قَدِّ اقْتَرَبَ“ کا مصداق ”فَتَنَةٌ تَأْتِرُ“ کو متعین کرتے ہوئے سورہ انبیاء کی اس آیت کو آخری علامتِ عت سے نکال کر فتنہ تائار پر محمول کر لینا ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا نیز جمہور سلفِ صالحین کی مسئلہ توجیہ کے خلاف ہے۔

ممکن ہے کہ اس توجیہ کے ناقلین و قائلین ہمارے اس اعتراض کو ہم پر ہی پلٹ دیں اور یہہ فرمائیں کہ اسی طرح سورہ کہف میں بھی آیت ”اذْجَاءَ وَعْدِ رَبِّیْ حَجْلًا دَکَّاءَ“ میں ”وَعْدَ“ سے کیوں قیامت مراد نہ لی جائے جبکہ اس کے بعد ہی آیت ”وَنُفِخَ فِی الصُّورِ“ موجود ہے جو بلاشبہ قیامت کی آخری علامت ہے اور کیوں نہ کہا جائے کہ اس آیت سے یہ مراد ہے کہ یا جوج و ماجوج نفخِ صور تک سدا کے اندر محصور اور بند رہیں گے اور نفخِ صور کے قریب ایک بیک سدا گرجائیگی اور وہ نکل پڑیں گے۔

اس کے متعلق ہماری یہ گزارش ہے کہ یہ اعتراض اپنی اس تقریر کے ساتھ ہرگز ہم پر وارد نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ سورہ کہف کی ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے ہم پہلے ہی یہ واضح کر چکے ہیں کہ ان آیات میں سب سے پہلے ”یَسْئَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ“ سے شروع کر کے ”وَكُلَّامٌ وَعَدُ رَبِّي حَقًّا“ تک ذوالقرنین کا واقعہ بیان کیا گیا ہے پس آیت ”فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ“ میں ذوالقرنین کا مقولہ نقل کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا اپنا ارشاد نہیں ہے۔ اس لئے یہاں ”وعدہ“ سے وعدہ قیامت مراد نہیں ہے بلکہ کسی تعمیری تخریب کا مقدر و معین وقت مراد ہے جس کی تعیین کو ذوالقرنین نے اپنی جانب سے تخمینی طور پر متعین کرنے کی بجائے مرد مومن اور مرد صالح کی طرح خدا کی مرضی کے حوالہ کر دیا ہے۔

اور چونکہ ذوالقرنین کے واقعہ میں ضمنی طور سے یاجوج و ماجوج کا بھی ذکر آگیا تھا اس لئے اس کے خاتمہ پر اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بھی یاجوج و ماجوج کا مختصر ذکر فرمادیا اور آیت ”وَتُرْكِبُ أَبْعَضَهُمْ يَوْمَئِذٍ مِمْحًا فِي بَعْضِ دُفْنٍ فِي الصُّورِ“ میں یہ بیان کیا کہ جن یاجوج و ماجوج کا ذکر ہم نے ابھی ذوالقرنین کے واقعہ میں سنان کو ہم نے شر اور فتنہ کی اس زندگی میں اس طرح کر چھوڑا ہے کہ وہ برباد اور جہنم باہمی میں مصروف رہیں گے اور یہ سلسلہ اس وقت تک قائم رہے گا کہ صور پھونک دیا جائے، اس دن وہ سب جمع کئے جائیں گے اور اس دن جہنم کا فروں پر پیش کی جائیں گی۔

گویا سورہ انبیاء میں تو یاجوج و ماجوج کا ذکر مستقل حیثیت رکھتا ہے اور وہاں بتانا ہی مینظور ہے کہ ان کا اجتماعی خروج قیامت کی آخری علامات میں سے ایک نمایاں علامت ہے اور سورہ کہف میں ان کا تذکرہ صرف ضمنی ہے اور ان کے فساد اور شر انگیزی کے خصوصی واقعہ کی مناسبت سے ان کی باہمی فساد انگیزیوں اور مختلف اوقات میں موج در موج چھپاؤ کی وارداتوں کا ذکر اس انداز میں کر دیا گیا کہ ان کے موعود خروج کی جانب بھی اشارہ ہو جائے۔

پس سورہ کہف کی زیر بحث آیات کا سیاق و سباق یعنی ان سے پہلی اور بعد کی آیات کا ہرگز یہ تعلقنا

نہیں ہے کہ ذوالقرنین کے مقولہ اخذ جاء وعد ربی جعلہ دکناً میں ”وعد“ سے مراد وعدہ قیامت لیا جائے اور وہ معنی بیان کئے جائیں جو معترض نے ہماری بیان کردہ سورہ انبیاء کی تفسیر کے مقابلہ میں پیش کئے ہیں۔

غرض جن معاصر مفسرین نے سورہ انبیاء کی زیر بحث آیات کا مصداق ”فنتہ تانار“ کو بتایا ہے اور اس کی تائید میں بخاری کی مشہور حدیث ”ویل للعرب من شرق داقترنج“ کو پیش کیا ہے ان کی یہ تفسیر غلط اور حدیث سے اُس کی تائید قطعاً بے محل ہے بلکہ بخاری و مسلم کی دوسری صحیح احادیث جو کتاب الفتن میں مذکور ہیں اس تفسیر کے خلاف صاف صاف یہ بیان کرتی ہیں کہ علامات قیامت میں سے جب آخری علامات رونما ہوں گی تو پہلے حضرت عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا آسمان سے نزول ہوگا اور دجال کا سخت فتنہ برپا ہوگا اور آخر کار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں وہ مارا جائیگا اور کچھ عرصہ کے بعد یاجوج و ماجوج کا موعود خروج ہوگا جو تمام دنیا پر شروفساد کی صورت میں چھا جائے گا اور کچھ وقت کے بعد فحش صور ہوگا اور یہ کارخانہ دنیا درہم و برہم ہو جائیگا۔ ۱۷

یہ بھی واضح ہو کہ یہ اور اسی قسم کی دوسری صحیح بلکہ صحیح روایات سے اُن متنبیوں (جھوٹے مدعیان نبوت) کے دعووں کا بھی ابطال ہو جاتا اور ان کے کذب صریح کی رسوائی آشکارا ہو جاتی ہے جو اپنی نبوت کی صداقت کی تعبیر یہ کہہ کر تیار کرتے ہیں کہ انگریز اور روس یا جوج و ماجوج ہیں اور جبکہ ان کا خروج ہو چکا اور وہ عالم کے اکثر حصوں پر قابض ہو چکے تو اب ”یسوع مسیح“ کی آمد ضروری ہوگی لہذا وہ موعود مسیح (عیسیٰ) ہم ہیں کیونکہ جب شرط موجود ہے تو شرط کیوں موجود نہ ہو۔

کسی جھوٹے مدعی نبوت کی یہ دلیل اگرچہ خود تار عنکبوت سے زیادہ حقیقت نہیں رہتی اور اس لئے درخور اعتنا بھی نہیں ہے تاہم عوام کو غلط فہمی سے محفوظ رکھنے کیلئے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ

اس مدعی کے بیان کردہ یہ دونوں دعوے جو دلیل کے دو مقدموں کے طور پر بیان کئے گئے ہیں غلط اور ناقابل قبول ہیں اور اس لئے ان سے پیدا شدہ نتیجہ بھی بلاشبہ باطل اور مردود ہے۔

پہلا دعویٰ یا مقدمہ تو اس لئے غلط ہے کہ ہم نے یا جوج و یا جوج کی بحث میں تفصیل کے ساتھ حدیث و تاریخ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یا جوج و یا جوج کا اطلاق صرف ان ہی قبائل پر ہوتا رہا ہے جو اپنے اصل مرکز میں بہیمہ قسم و بربریت مقیم ہیں اور ان میں سے جو افراد یا قبائل مرکز چھوڑ کر دنیا کے مختلف حصوں میں بس گئے اور آہستہ آہستہ متمدن بن گئے ہیں وہ تاریخ کی نظر میں یا جوج و یا جوج نہیں کہلاتے بلکہ اپنے بعض امتیازات خصوصی کے پیش نظر نئے نئے ناموں سے موسوم ہو گئے۔ اور اپنے اصلی اور نسلی مرکز سے اس قدر اجنبی ہو گئے ہیں کہ وہ اور یہ دو مستقل جدا جدا قومیں بن گئیں اور ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے اسی طرح قرآن اور حدیث کے مطالعہ سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ ان ہی قبائل کو یا جوج و یا جوج کہتا ہے جو اپنی بربریت اور وحشت کی ساتھ عام دنیا سے الگ اپنے مرکز میں گوشہ گیر ہیں۔

اور اسی اصول پر دوسرا دعویٰ یا مقدمہ بھی باطل ہے یعنی یہ کہ انگریز اور روس بلکہ یورپین حکومتوں کا تسلط اور قبضہ یا جوج و یا جوج کا خروج ہے اور یہ اس لئے کہ ایک تو ابھی ذکر ہو چکا کہ متمدن اقوام کو یا جوج و یا جوج کہنا ہی غلط ہے دوسرے اس لئے کہ یا جوج و یا جوج کے اس فتنہ و فساد کے پیش نظر جس کا ذکر ذوالقرنین کے واقعہ میں سورہ کہف میں مذکور ہے اور صحیح احادیث کی تصریحات کے مطابق ان کا وہ خروج بھی، ”جس کا ذکر سورہ انبیاء میں کیا گیا ہے اور جس کو علامت قیامت میں سے ٹھہرایا ہے“ ایسے ہی فساد و شر کے ساتھ ہو گا جس کا تعلق تمدن و حضارت سے دور کا بھی نہ ہو اور جو خالص و حشیانہ طرز و طریق پر برپا کیا جائے یہاں سائنس کے ایجادات و آلات کا طریقہ جنگ اور کہاں غیر متمدن و حشیانہ جنگ و پیکار؟

اور یہ بات اس لئے بھی واضح ہے کہ متمدن اقوام کی جنگ و پیکار کتنی ہی حشیانہ طرز و طریق اختیار کئے ہوئے کیوں نہ ہوں۔ بہر حال سائنس اور حرب و ضرب کے اصول کے مطابق ہوتی ہیں اور یہ سلسلہ

اقوامِ وامم میں ہمیشہ سے جاری ہے اسلئے اگر اس قسم کے جابرانہ و قاسرانہ تسلط اور قبضہ کے متعلق قرآن کو پیشین گوئی کرنی تھی تو اس کی تعبیر کے لئے ہرگز یہ طریقہ اختیار نہ کیا جاتا جو یا جوج و واجوج کے خروجِ موعود کے سلسلہ میں سورہ کہف اور سورہ انبیاء میں اختیار کیا گیا ہے بلکہ ان کی ترقی نامہ بریت کی جانِ ضروری اشکالات پر الحاصل۔ احادیثِ صحیحہ اور آیاتِ قرآنی کی مطابقت کے ساتھ ساتھ جب مسئلہ زیر بحث پر غور و فکر کیا جاتا ہے تو بصراحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس علامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول از آسمان ضروری ہے نہ کہ پہلے یا جوج و واجوج کا خروج ہوگا اور پھر مسیح علیہ السلام کی آمد کا انتظار کیا جائیگا۔

چنانچہ صحیح مسلم کی ایک طویل حدیث میں مذکور ہے۔

فینما ھو کذلک اذ بعث اللہ	واقعات یہاں تک پہنچیں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح
المسیح بن مریم فینزل عند المنارة	بن مریم (علیہ السلام) کو سمیٹے گا اور وہ (جامع) دمشق
البیضاء شرقی دمشق بین	کے پیدہ شرقی منارہ کے نزدیک اس طرح اترینگے کہ
ھمن ودین واضعاً کفیه علی	زعفرانی رنگ کی دو چادروں میں ملبوس اور فرشتوں کے
اجنحة ملکین اذا طأطأ	بازوؤں پر ہاتھوں کا سہارا دیئے ہوئے ہوں گے جب
رأسه قطر واذ رفعہ تخذہ	سر کو جھکائیں گے تو پانی ٹپکنے لگیگا اور جب سر اٹھائیں
منہ مثل جمان کالدنو فلا	گے تو اس سے پانی کے قطرات اس طرح گرنے لگیں گے
یحمل لکافر یجد من سریح	گو یا ہر سے موتی ٹوٹ کر گر رہے ہیں یعنی آسمان پر غل
نفسہ الامات ونفسہ ینقی	کر کے فوراً ہی نزول ہوگا جہاں تک ان کا سانس جائیگا
حیث ینقی طرفہ فی طلبہ	کافر کی موت کا باعث ہوگا اور ان کا سانس ان کی
حتی یدرکہ باب لدی فتقبلہ	حد نظر تک پہنچے گا پھر ان کو وہ دجال کا بیچھا کریں گے

ثم يأتى عيسى قوم قد عصمهم
الله منه فيمسح عن وجوههم
ويجذ ثهم بدرجا تهم في
الجنة فيبئها هو كذا لك اذا
وحى الله الى عيسى انى قد
اخرجت عبادى لايدي ان
لاحد بقتها لهم فخرش
عبادى الى الطور ويبحث
الله ياجوج وما جوج دهم
من كل حدب ينسلون ثم
له

اور وہ اس کو بیت المقدس کے قریب بستی لڈکے دروازہ
پر آئیں گے اور قتل کر دینگے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام
ان لوگوں کے پاس تشریف لائینگے جن کو اللہ تعالیٰ
دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھیکا اور ان کے غبار کو وہ
چہروں کو مس کرتے ہوئے ان کو جنت میں جو درجوات
ملیں گے اس کے متعلق باتیں کریں گے۔ حالات یہاں تک
پہنچیں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر وحی
کرے گا کہ اب میں اپنے بندوں میں سے ایک ایسی قوم کو نکالتا
ہوں جن کی جنگ کرنے کی دنیا میں کسی کی اندر طاقت نہیں ہے
بہذا تم میرے تمام بندوں کو طور پر لجاؤ اسکے بعد اللہ تعالیٰ
یا جوج و ما جوج کو نکالے گا جو تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے

آئیں گے اور ہر بندہ جگہ سے بھل پڑینگے۔

پس یا جوج و ما جوج کا خروج کسی حال میں بھی ان اقوام پر صادق نہیں آسکتا جو تمدن اور
حضارت کی راہوں سے قاہرہ اور جاہلانہ جنگ و پیکار کے ذریعہ سے دنیا پر غالب و قابض ہوتی رہی
ہیں اور کسی شخص کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ یا جوج و ما جوج قبائل کی تاریخی بحث سے ناجائز فائدہ
اٹھا کر اور ”مسیح موعود“ بن کر اسلام کے اساسی اور بنیادی مسئلہ ”ختم نبوت“ کے خلاف تشکیلِ نبوت
کی جدید طرح ڈالے اور اس طرح اسلام میں رخنہ انداز ہو کر درست نام دشمن بنے۔

نہ سلم کتاب الفتن۔